إن هذه أمتكم أمة واحدة وأنا ربكم فاعبدون

مسلمانوں کے تعلقات کی اساس

لا الٰہ الا اللہ

سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ "الولاء والبراء"

ادارہ حطین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسلمانوں کے تعلقات کی اساس؛ لاالٰہ الا اللہ

سید قطب شہیدؒ

ترجمانی و عنوانات

مولانا عبدالصمد

سلسلہ "الولاء والبراء"

ادارۂ حطین

نامِ کتاب	مسلمانوں کے تعلقات کی اساس؛ لا الٰہ الا اللہ
نامِ مؤلف	سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ
ترجمانی وعنوانات	مولانا عبد الصمد
تعداد	۱۰۰۰۰
تاریخِ اشاعت	شعبان ۱۴۳۰ھ
ناشر	ادارۂ حطین
قیمت	

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی وحدت کی بنیاد کلمہ ' لا الٰہ الا اللہ کو قرار دیا ہے۔ یہی وہ پاکیزہ کلمہ ہے جس کے زبانی اقرار، قلبی تصدیق اور عملی متابعت کے نتیجے میں اقصائے مغرب میں رہنے والا ایک شخص مشرق میں رہنے والے تمام مسلمانوں کا، ایک سیاہ فام شخص تمام سفید فام مسلمانوں کا اور ایک عجم کا باشندہ تمام عالمِ عرب کا بھائی قرار پاتا ہے۔ اسلام کی عطا کردہ اس اساسِ توحید ہی پر ایک ''امت'' تشکیل پاتی ہے اور امت کا ہر فرد، خواہ وہ عراقی ہو یا فلسطینی، صومالی ہو یا الجزائری، شیشانی ہو یا بوسنیائی، افغانی ہو یا کشمیری، اس کا مستحق قرار پاتا ہے کہ باقی امت اس سے محبت رکھے، اس کی مدد و نصرت کرے، کفار کے بالمقابل اس کا دفاع کرے اور اسے اپنی جانوں پہ مقدم جانے۔ جب تک مسلمانوں نے ''امت'' کے اس تصور کو یاد رکھا اور باہم موالات و وفاداری نبھاتے رہے، اللہ رب العزت کی نصرتیں بھی ان کے ساتھ رہیں اور کفار بھی ان کے مقابل نہ ٹک سکے۔ لیکن جب مسلمانوں نے وطنی و نسلی رشتوں کو دینی رشتے پہ مقدم جانا اور عرب و ترک قومیت کی بنا پر بٹ گئے تو کفار کے لیے بھی خلافتِ عثمانیہ کو ڈھانا اور امت کو مغلوب کرنا سہل ہو گیا۔ غلبہ پا لینے کے بعد یہود و نصاریٰ نے اس امت کو تقسیم در تقسیم کیا، کبھی سائیکس پیکو اور کبھی ریڈ کلف ایوارڈ کے ذریعے مصنوعی سرحدات کھینچیں اور ایک عقیدے کے حامل مسلمانوں کو جو کبھی ایک خلافت تلے ایک امت کے طور پر اکٹھے تھے، کم و بیش ۵۷ ریاستوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر یہود و نصاریٰ نے جن مرتد حکمرانوں اور ان کی محافظ افواج کو ان ریاستوں کا نظام سنبھالنے کی ذمہ داری تھمائی، انہوں نے نہایت محنت و عرق ریزی سے ذرائع ابلاغ اور نصاب ہائے تعلیم کے ذریعے مسلمانوں کے سینے سے ایمانی اخوت کا جذبہ نوچا اور انہیں ان مصنوعی سرحدات کی بنیاد پر دوستی و دشمنی نبھانے کا سبق پڑھایا۔ پس یہ انہی خفیہ و علانیہ سازشوں کا تسلسل ہے کہ آج 'پاکستانی' طالبان اور 'غیر ملکی' مجاہدین میں فرق کرنے کی صدائیں بلند کی جا رہی ہیں، گویا رب کی خاطر پوری دنیا سے ہجرت کر کے آنے والے اور دفاعِ امت کا

پرچم بلند کرنے والے مجاہدین کا خون بھی اب مباح ہوگیا، لاحول ولاقوۃ الا باللہ! اسی طرح یہ بھی انہی وطن پرستانہ کفریہ نظریات کا کرشمہ ہے کہ افغانستان میں جہاد کے فضائل بیان کرنے والے بھی آج پاکستان کے اندر جہاد کو حرام قرار دے رہے ہیں۔ کیا جو جہاد جلال آباد تک فرض ہے، وہی طورخم سرحد پار کرتے ہی حرام ہوجاتا ہے؟ بلاشبہ اسلام ایسی تمام خرافات سے بری ہے!

ذیل میں ''**طریق الدعوۃ في ظلال القرآن**'' میں سے سید قطب شہیدؒ کا ایک اقتباس پیش کیا جارہا ہے جو انہی باطل نظریات کی قلعی کھول کر اسلام کے عطا کردہ الہامی عقائد وتصورات کو واضح کرتا ہے۔ اللہ ہمیں اپنے دین کا فہمِ صحیح نصیب فرمائے، آمین!

قاری عبدالہادی

مسلمانوں کے تعلقات کی اساس؛ لاالٰہ الا اللہ

باہمی تعلقات کی جاہلی اساس

جاہلی نظریات کبھی تو خون ونسب اور زمین ووطن کے نام پر لوگوں کو جمع کرتے ہیں؛ کبھی یہ قوم، خاندان، رنگ ونسل اور زبان کے نعرے لگا کر مجمع اکٹھا کرتے ہیں اور کبھی مشترکہ مفادات واہداف اور مشترک تاریخ جیسی چیزیں ان کے باہمی تعلقات کی اصل اساس قرار پاتی ہیں۔ یہ تمام تصورات جدا جدا یا مشترکہ، ہر دو صورتوں میں جاہلی تصورات ہی کہلائیں گے کیونکہ یہ اسلامی تصورات کے سراسر مخالف ہیں۔ اسلام تو مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی اساس کلمہ لا الہ الا اللہ...... یعنی عقیدۂ توحید ہی کو قرار دیتا ہے۔

لا الہ الا اللہ کی خاطر باپ سے قطعِ تعلق

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں جاہلی تعلقات وروابط کی بہت سی مثالیں بیان کی ہیں جن کی روشنی میں رشتۂ توحید نکھر کر سامنے آجاتا ہے۔ باپ اور بیٹے کے تعلق کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کے والد کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا. اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا. يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا. يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا. يٰٓاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا. قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا. قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا. وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا. فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا. وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا﴾ (مریم ۴۱-۵۰)

''اور اس کتاب میں ابراہیم (علیہ السلام) کا تذکرہ کیجئے، یقیناً وہ سچے نبی تھے۔ اس وقت کو یاد کیجئے

جب کہ انہوں نے اپنے والد سے کہا: اے میرے ابو جان! آپ ایسے بتوں کو کیوں پوجتے ہیں جو نہ سن سکتے ہیں، نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی آپ کو کسی قسم کا کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں؟ اے ابو جان! یقیناً میرے پاس وہ علم آ چکا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا، لہٰذا میری پیروی کیجئے، میں سیدھے رستے کی طرف آپ کی رہنمائی کروں گا۔ اے ابو جان! شیطان کی عبادت مت کیجئے، کیونکہ شیطان تو رحمٰن کا نافرمان ہے۔ اے میرے ابو جان! بے شک مجھے اس بات کا خوف ہے کہ آپ کو رحمٰن کا عذاب آ پکڑے اور آپ شیطان کے دوست بن جائیں۔ (تو ابراہیمؑ کے والد نے) کہا: اے ابراہیمؑ! کیا تو میرے معبودوں سے بے رغبتی اختیار کرتا ہے؟ اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے (پتھروں کے ساتھ) رجم کر دوں گا، یا تو مجھے عمر بھر کے لیے چھوڑ دے۔ تو ابراہیمؑ نے فرمایا: سلام علیک (یعنی میں آپ کو الوداع کہتا ہوں) البتہ میں آپ کے لیے اپنے رب سے استغفار ضرور کروں گا، بے شک وہ مجھ پر بہت مہربان ہے۔ میں آپ سے اور اللہ کے سوا جسے بھی آپ پکارتے ہیں، ان تمام معبودوں سے علیحدگی اختیار کرتا ہوں اور اپنے رب کو پکارتا ہوں، امید ہے کہ میں اپنے پروردگار کو پکار کر محروم نہ رہوں گا۔ پس جب ابراہیم علیہ السلام نے انہیں اور ان کے معبودانِ باطلہ کو، جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے، چھوڑ دیا تو ہم نے انہیں اسحٰق اور یعقوب سے نوازا، اور ان میں سے ہر ایک کو نبوت سے سرفراز کیا، اور ہم نے انہیں اپنی رحمت عطا فرمائی اور ان کا بلند تذکرۂ خیر دنیا میں چھوڑ دیا''۔

لا الہ الا اللہ کی خاطر قوم سے عداوت

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر امتِ مسلمہ کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کا اسوہ پیش کرتے ہوئے فرمایا:

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ﴾ (الممتحنة:۴)

''یقیناً تمہارے لیے ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کے ساتھیوں کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا: بے شک ہم تم سے اور جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ان تمام معبودوں سے بیزار و لاتعلق ہیں۔ ہم تمہارا انکار کرتے ہیں اور ہمارے تمہارے درمیان نفرت و دشمنی ہمیشہ

کے لیے ظاہر ہوچکی ہے یہاں تک کہ تم ایک اللہ پر ایمان لے آؤ‘‘۔

لا الٰہ الا اللہ کی خاطر ترکِ دیار

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اصحابِ کہف کے اس رویے کو بھی بطورِ نمونہ پیش کیا جو انہوں نے اپنی قوم، برادری اور سرزمین کے ساتھ روا رکھا۔ چنانچہ فرمایا:

﴿اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا. اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا. فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا. ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَىُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا. نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى. وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا. هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍ بَيِّنٍ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا. وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا﴾

(الکھف ۹-۱۶)

’’کیا تم سمجھتے ہو کہ غار اور کتبے والے ہماری بڑی عجیب نشانیوں میں سے تھے؟ جب وہ چند نوجوان غار میں پناہ گزیں ہوئے اور انھوں نے کہا کہ: اے پروردگار! ہم کو اپنی رحمتِ خاص سے نواز اور ہمارا معاملہ درست کردے، تو ہم نے انھیں اسی غار میں تھپک کر سالہا سال کے لئے سلا دیا۔ پھر ہم نے انھیں اٹھایا تاکہ دیکھیں ان کے دو گروہوں میں سے کون اپنی مدتِ قیام کا ٹھیک شمار کرتا ہے۔ ہم ان کا اصل قصہ تمہیں سناتے ہیں۔ وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لے آئے تھے اور ہم نے ان کو ہدایت میں اور بڑھا دیا تھا۔ ہم نے ان کے دل اس وقت مضبوط کردیئے جب وہ اٹھے اور انھوں نے یہ اعلان کر دیا کہ ہمارا رب تو بس وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ ہم اسے چھوڑ کر کسی دوسرے معبود کو نہ پکاریں گے۔ اگر ہم ایسا کریں تو بالکل بیجا بات کریں گے۔ (پھر انھوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا:) یہ ہماری قوم تو ربِ کائنات کو چھوڑ کر دوسرے خدا بنا بیٹھی ہے۔ یہ لوگ ان کے معبود ہونے پر کوئی واضح دلیل کیوں نہیں لاتے؟ آخر اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوسکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے؟ اب جبکہ تم ان سے اور ان کے معبودانِ غیر اللہ سے

بے تعلق ہو چکے ہو تو چلو اب فلاں غار میں چل کر پناہ لو۔ تمہارا رب تم پر اپنی رحمت کا دامن وسیع کرے گا اور تمہارے کام کے لئے سروسامان مہیا کر دے گا''۔

لا الٰہ الا اللہ کی خاطر دوستی و دشمنی

انبیائے کرامؑ اور اہلِ ایمان کی مثالوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے گزشتہ زمانوں میں قافلۂ ایمان ویقیں کی نشاندہی فرما دی ہے۔ ان مثالوں کے ذریعے امتِ مسلمہ کے لیے نشان ہائے راہ متعین ہوتے ہیں اور یہ حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ ایک مسلم معاشرہ لا الہ الا اللہ کے سوا کسی نظریے پر قائم نہیں ہوسکتا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے بہت سے مقامات پر دوٹوک اور واضح انداز میں اس کلمے پر قائم رہنے اور اسی کی بنیاد پر باہمی رشتے استوار کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ بطورِ نمونہ چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَ هُمْ اَوْ اَبْنَآءَ هُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾

(المجادلة:۲۲)

''اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ ایسا نہ پائیں گے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت کرتے ہوں، اگرچہ وہ ان کے آباء واجداد، بیٹے، بھائی یا خاندان والے ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لکھ دیا ہے اور اپنی روح (نور ومعرفت) کے ذریعے ان کی تائید کی ہے اور وہ انہیں ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ہمیش ہمیش وہ ان میں رہیں گے، اللہ ان سے راضی اور یہ اللہ سے راضی۔ یہی لوگ اللہ کا گروہ ہیں۔ سن لو! یقیناً اللہ کا گروہ ہی کامیاب وکامران ہوگا''۔

اور فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ

بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيلِ﴾ (الممتحنة:۱)

''اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ،تم ان کی طرف محبت کے پیغام بھیجتے ہو جبکہ انہوں نے اس حق کا انکار کیا ہے جو تمہارے پاس آیا۔اور وہ لوگ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تمہیں صرف اس بنیاد پر نکالتے ہیں کہ تم اس اللہ پر ایمان لائے جو تمہارا پروردگار ہے۔اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا جوئی کے لیے گھروں سے نکلے ہو (تو پھر میرے دشمنوں کو دوست مت بناؤ) تم ان کی طرف محبت کے خفیہ پیغام بھیجتے ہو حالانکہ میں تمہارے ظاہر اور مخفی تمام امور سے آگاہ ہوں اور تم میں سے جس نے بھی ایسا کیا تو یقیناً وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا''۔

اور فرمایا:

﴿لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَ لَآ اَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾ (الممتحنة:۳)

''تمہارے قریبی رشتہ دار اور تمہاری اولاد قیامت کے دن تمہیں ہرگز کوئی فائدہ نہ پہنچا سکیں گے، (اللہ تعالیٰ) تمہارے درمیان جدائی ڈال دے گا، اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے''۔

اور فرمایا:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَتَّخِذُوْآ اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (التوبة:۲۳)

''اے ایمان والو! اگر تمہارے آباء اور تمہارے بھائی ایمان کے مقابلے میں کفر کو پسند کرتے ہوں تو انہیں دوست مت بناؤ، اور تم میں سے جس نے بھی ایسا کیا تو یہی لوگ ظالم ہوں گے''۔

اور فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (المآئدة:۵۱)

''اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ، وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور تم میں سے جس نے بھی ان سے دوستی رکھی تو یقیناً وہ بھی انہی میں سے ہوگا، یقیناً اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا''۔

اسلامی معاشرے کے قیام کی بنیاد؛ لا الٰہ الا اللہ

درج بالا آیاتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اس مضبوط و پائیدار بنیاد کو واضح کیا ہے جس پر اسلامی معاشرہ تشکیل پاتا ہے، جو اس معاشرے کو ایک باقاعدہ وجود مہیا کرتی ہے اور جو اسے قدیم وجدید کفری معاشروں سے ممتاز کرتی ہے۔ پس اب اسلام میں اس امر کی کوئی گنجائش نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خود اس چنیدہ امت کے لیے اکٹھا ہونے کی جو بنیاد فراہم کر دی ہے اسے چھوڑ کر کسی دوسرے نظریے پر ایک معاشرہ تشکیل دیا جائے اور پھر اسے اسلامی معاشرہ قرار دینے کی جسارت کی جائے۔ آج بعض لوگ اسلام کا زبانی دعویٰ کرنے کے باوجود مسلم معاشروں کو اسلام کی مقرر کردہ اساس، عقیدۂ توحید سے ہٹا کر کسی اور جاہلی نظریے پر قائم کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جو اسلام سے آگاہ ہی نہیں اور کچھ نے جانتے بوجھتے اسلام کو گلے کا طوق سمجھ کر اتار پھینکا ہے۔ اس دوسری صنف کے دعوئ توحید کو اسلام کسی طور تسلیم نہیں کرتا کیونکہ یہ اس عقیدے کو اپنے وجود پر منطبق ہی نہیں کرتے، بلکہ عملاً جاہلیت کو مضبوط کرنے کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ اور عمل ہی دراصل اقرارِ لا الہ الا اللہ کی صداقت کی کسوٹی ہے۔ پس تمام داعی حضرات کے لیے لازم ہے کہ وہ یہاں ٹھہر کر طویل غور وخوض کریں کیونکہ اس مسئلے کا تعلق براہِ راست عقیدۂ توحید سے ہے۔

اسلامی معاشرت کو پارہ پارہ کرنا؛ اعدائے دین کا مستقل ہدف

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ہم اس بات کا تذکرہ بھی کرتے چلیں کہ اس دین کے دشمن اس دین کے بنیادی ستونوں اور اسلامی معاشرے میں موجود قوت کے مراکز سے بخوبی آگاہ ہیں۔ ان کفار کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ:

﴿اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ﴾ (البقرۃ ۱۴۶)

''وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی تھی، انہیں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) اس طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں''۔

پس یہ لوگ اس بات سے غافل نہیں کہ عقیدے کی اساس پر جمع ہونا ہی اس دین کی قوت کا بنیادی راز ہے اور اسلامی معاشرے کی قوت بھی اسی میں پنہاں ہے۔ ان دشمنانِ دین کا ہدف ہے کہ اسلامی معاشرے کو بالکل منتشر کر دیا جائے؛ اسے اس حد تک کمزور کر دیا جائے کہ جس کے نتیجے میں ان کے لیے اس معاشرے پر غلبے کی راہ ہموار ہو جائے اور انہیں اس دین اور اس کے ماننے والوں کے لیے اپنے سینوں میں دبی نفرت و انتقام کی آگ ٹھنڈی کرنے کا موقع مل جائے۔ یہ تو مسلمانوں کو اپنا غلام بنانا، ان کی صلاحیتیں سلب کرنا، ان

کے علاقے غصب کرنا اوران کا مال و اسباب لوٹنا چاہتے ہیں۔ یہی وہ مذموم مقاصد ہیں جن کے حصول کے لیے یہ عین اس بنیاد پر تیشہ چلا رہے ہیں جس پر اسلامی معاشرہ قائم ہے۔

قومیت و وطنیت کے نعرے؛ اسلامی معاشرے کی بنیادوں پر کاری ضرب

یہ دشمنانِ دین چاہتے ہیں کہ صرف ایک معبود کی عبادت پر مجتمع اسلامی معاشرے کو بہت سے بتوں کا پجاری بنا ڈالیں۔ یہ بت کبھی ''وطن'' کی صورت میں سامنے آتے ہیں اور کبھی ''قومیت'' کا روپ دھارتے ہیں۔ تاریخ کے مختلف مراحل میں یہ بت کبھی شعوبیت کی شکل میں ظاہر ہوئے، کبھی طورانی نسل پرستی اور کبھی عربی قومیت کے نام پر ان کی پرستش ہوئی اور کبھی یہ دیگر مختلف ناموں سے سامنے آئے۔ آج بھی بہت سے گروہ قومیتوں اور دیگر جاہلی نظریات کے علم بلند کر کے باہم برسرِ پیکار ہیں اور اسلامی معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کے لیے مصروفِ عمل ہیں۔ حالانکہ اسلامی معاشرہ تو صرف عقیدۂ توحید کی اساس پر قائم اور احکامِ شریعت ہی کی روشنی میں منظّم ہوتا ہے۔ قومیتوں کے نعروں اور جاہلی نظریات کی اس مسلسل یلغار اور ناپاک ومسموم پروپیگنڈے کے نتیجے میں وحدتِ امت کی یہ بنیاد کمزور اور مضمحل پڑ گئی ہے اور یہ ناپاک بت ایسے مقدس اور محترم بن چکے ہیں کہ اب ان کے منکر کو اپنی قوم وملت سے خارج اور اپنے ملکی مفادات کا دشمن اور غدار تصور کیا جاتا ہے۔

وطن پرستی وقوم پرستی کا فروغ؛ یہود ونصاریٰ کا ہتھیار

اس سلسلے میں سب سے خبیث گروہ جو ماضی اور حال، ہر دور میں اسلامی معاشرے کی اس مضبوط ترین اور بے مثال اساس کو برباد کرنے کے درپے رہا ہے، وہ یہود کا ناپاک گروہ ہے۔ ان دشمنانِ خدا کو قومیت کے ہتھیار سے مسیحی معاشرے کو تباہ کرنے، اسے سیاسی قومیتوں پر مبنی کنائس میں بانٹ ڈالنے اور بالآخر یہود کے گرد گھیرا ڈالنے والے مسیحی حصار کو کامیابی سے توڑنے کا تجربہ بھی حاصل ہے۔ اور پھر (سقوطِ خلافتِ عثمانیہ کے وقت) انہوں نے اسی ہتھیار کے ذریعے اس اسلامی حصار کو چاک کیا جو اس ناشکری قوم کے گرد گھیرا تنگ کر چکا تھا۔

اس سعیٔ نامشکور میں صلیبی بھی پیچھے نہیں رہے۔ انہوں نے بھی صدیوں تک قومیت، نسل پرستی اور وطنیت کے نعروں کو ہوا دے کر اسلامی معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کیا اور اس کے نتیجے میں انہیں دینِ اسلام اور اس کے ماننے والوں کے متعلق اپنا پرانا کینہ نکالنے کا موقع ملا۔ پھر انہوں نے اس امت کو ٹکڑوں میں بانٹ کر اسے یورپی صلیبی یلغار اور عالمگیر استعماری عزائم کے سامنے سرنگوں کیا۔ یقیناً یہود ونصاریٰ قومیت و وطنیت کے اس

ہتھیار کو استعمال کرنے سے باز نہیں آئیں گے یہاں تک کہ اللہ کے حکم سے قومیت کے یہ خبیث اور ملعون بت ٹوٹ جائیں، اور اسلامی معاشرہ نئے سرے سے اپنی اصل اساس پر قائم ہو۔(**عجل اللّٰہ ھذا الأمر!**)

راہِ نجات؛ عقیدۂ توحید سے مضبوط وابستگی

یہاں ہم یہ بات بھی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ یہ امت اس وقت تک کلی طور پر بت پرستی کی اس جدید شکل اور عصرِ حاضر کی اس جاہلیت سے آزاد نہیں ہوسکتی جب تک کہ یہ صرف ایک عقیدۂ توحید کی اساس پر جمع نہیں ہو جاتی۔ نیز جب تک یہ عقیدہ ہمارے تمام تر تصورات اور ہماری اجتماعی زندگی پر حاوی اور قائم نہیں ہو جاتا، تب تک اللہ تعالیٰ کی بندگی کا مکمل قیام ممکن نہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ایک ہی مقدس ترین ہستی تمام تر تقدیس کی سزاوار ہو نہ کہ بہت سے خود تراشیدہ 'مقدس' بت؛ ایک ہی پہچان ہو نہ کہ متعدد پہچانیں اور ایک ہی قبلہ ہو بجائے اس کے کہ شرق و غرب میں متعدد قبلے گھڑ لیے جائیں۔

شرک و بت پرستی کی جدید صورتوں کا خاتمہ

نیز یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ بت پرستی صرف پتھر کی مورتیوں یا دیومالائی معبودوں کی پرستش کا نام نہیں۔ اس کی تو بہت سی صورتیں ہوسکتی ہیں، بالکل اسی طرح جیسے پتھر کے بتوں کی کئی مختلف شکلیں اور دیومالائی معبودوں کے کئی مختلف نام ہوسکتے ہیں۔ اور بھلا یہ کس طرح ممکن ہے کہ اسلام پتھر کی مورتیوں سے نجات دلانے کے بعد لوگوں کو نسل پرستی، قومیت، وطنیت اور ان جیسے دیگر بتوں کی پرستش کی اجازت دے تاکہ لوگ ان جدید بتوں کے نام پر اکٹھے ہوں اور ان کے جھنڈے تلے جنگیں لڑیں۔ ہرگز نہیں! بلکہ اسلام تو لوگوں کو صرف ایک اللہ کی طرف بلاتا ہے اور اسی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کا درس دیتا ہے۔

امتِ مسلمہ اور امتِ کافرہ کی الٰہی تفریق

اسی وجہ سے پوری انسانی تاریخ میں اسلام نے لوگوں کو دو امتوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک امت مسلمانوں کی ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اپنے زمانوں میں اپنے رسولوں کے تابعدار رہے، یہاں تک کہ آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں کے لیے مبعوث ہوئے، اور اب فقط آپؐ کے پیروکاروں کو امتِ مسلمہ کہا جائے گا۔ اور دوسری امتِ کفر ہے جو ہر زمانے میں مختلف شکل وصورت کے بتوں اور طاغوت کے پجاریوں پر مشتمل رہی ہے۔

اسلام میں امت کا تصور

امتِ مسلمہ ہر زمانے میں موجود اور ایک ہی شناخت کی حامل رہی ہے، اور زمانی اختلاف کے باوجود بھی

یہ ایک ہی رشتے میں باہم مربوط اور منسلک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جب اس امت کی پہچان کروانا چاہی تو یہی بتلایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہر زمانے میں انبیاء ورسل علیہم السلام کی پیروی اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب میں اس امت کے گزشتہ طبقات کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا:

﴿إِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ﴾ (الأنبیآء ۹۲:)

''بے شک یہی تمہاری امت ہے، جو (دراصل) ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں، پس میری عبادت کرو''۔

یوں اللہ تعالیٰ نے قومیت و وطنیت کو جڑ سے اکھاڑ ڈالا، اور اپنی اطاعت اور اپنے انبیاء ورسل کی پیروی کرنے والوں کو (بلا تفریقِ زمان ومکان، رنگ ونسل اور قوم ووطن) ایک ہی امت قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے عربوں سے یہ نہیں فرمایا کہ تمہاری امت امتِ عربی ہے اور چاہے تم اسلام پر قائم رہو یا کفر اختیار کرلو، ہر صورت میں تم اس امت کے ساتھ منسلک رہو گے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یہود سے یہ نہیں کہا کہ تمہاری امت بنی اسرائیل یا عبرانی ہے اور اسلام و جاہلیت دونوں صورتوں میں تم اسی امت میں شمار کیے جاؤ گے۔ نہ سلمانِ فارسیؓ سے یہ کہا گیا کہ تمہاری امت فارسی امت ہے، نہ صہیبؓ رومی سے کہا گیا کہ تم رومی امت سے تعلق رکھتے ہو اور نہ ہی بلال حبشیؓ سے کہا گیا کہ تمہاری امت حبشی ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے عرب، فارس، روم اور حبشہ وغیرہ سے تعلق رکھنے والے تمام مسلمانوں سے یہی فرمایا کہ تمہارا تعلق اس امت کے ساتھ ہے جو موسیٰ، ہارون، ابراہیم، لوط، نوح، داؤد، سلیمان، ایوب، اسماعیل، ادریس، ذوالکفل، ذوالنون، زکریا، یحییٰ اور عیسی بن مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام کے زمانوں میں دل کی گہرائیوں کے ساتھ اسلام لائی، جیسا کہ سورۃ الانبیاء کی آیت ۴۸ تا ۹۱ میں مذکور ہے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی بیان کردہ تعریف کے مطابق تو یہی مسلمانوں کی امت ہے۔ پس اگر کوئی شخص اللہ کے بتلائے ہوئے طریقِ کار سے ہٹ کر کوئی دوسرا راستہ اختیار کرے گا تو وہ یقیناً خود کو امتِ مسلمہ کی صف سے نکال کر صفِ کافراں میں لے جا کھڑا کرے گا۔ البتہ ہم اور آپ جو اللہ کی رضا جوئی کے لیے ہی اسلام لائے ہیں، ہم تو اس امت کے سوا کسی امت کو نہیں جانتے اور نہ جاننا چاہتے ہیں کیونکہ اللہ ہی حق بیان فرماتا ہے اور وہی بہترین بیان کرنے والا ہے......!''

وآخر دعوانا أن الحمدللّٰہ رب العالمین!

مطبوعاتِ حطین

☆ کفار سے براءت کا قرآنی عقیدہ — مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ

☆ جہاد فی سبیل اللہ کے اساسی مقاصد — محمد مثنیٰ حسان

☆ چہروں کی نہیں، کفریہ نظام کی تبدیلی مقصود ہے! — قاری عبدالہادی

☆ من لی بھذا الخبیث؟ — محمد مثنیٰ حسان
(کون ہے جو میری حُرمت کی خاطر اس خبیث سے نمٹے؟)

☆ یہ تہذیبی تصادم نہیں، صلیبی جنگ ہے! — مولانا ابو محمد یاسر

☆ مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟ — شیخ احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

☆ استاد المجاہدین؛ استاد یاسر کے ساتھ ادارۂ حطین کی گفتگو — مترجم: محمد مثنیٰ حسان

☆ اور فتح کی خبریں آنے لگیں! — قاری عبدالہادی

☆ درسِ حدیثِ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ — شیخ ابو عبداللہ حفظہ اللہ

زیرِ طباعت

☆ حکمرانوں کی قربت سے بچو!

(امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "**ما رواه الأساطين في عدم المجيء إلى السلاطين**" کا اردو ترجمہ) — مترجم: مولانا عبید الرحمٰن

......ادارۂ حطین کی تمام مطبوعات اپنے قریبی کتب خانوں سے طلب کی جاسکتی ہیں!......

دشمنانِ دین چاہتے ہیں کہ صرف ایک معبود کی عبادت پر مجتمع اسلامی معاشرے کو بہت سے بتوں کا پجاری بنا ڈالیں۔ یہ بت کبھی ''وطن'' کی صورت میں سامنے آتے ہیں اور کبھی ''قومیت'' کا روپ دھارتے ہیں۔ تاریخ کے مختلف مراحل میں یہ بت کبھی شعوبیت کی شکل میں ظاہر ہوئے، کبھی طورانی نسل پرستی اور کبھی عربی قومیت کے نام پر ان کی پرستش ہوئی اور کبھی یہ دیگر مختلف ناموں سے سامنے آئے۔ آج بھی بہت سے گروہ قومیتوں اور دیگر جاہلی نظریات کے علم بلند کر کے باہم برسرِ پیکار ہیں اور اسلامی معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کے لیے مصروفِ عمل ہیں۔ حالانکہ اسلامی معاشرہ تو صرف عقیدۂ توحید کی اساس پر قائم اور احکامِ شریعت ہی کی روشنی میں منظّم ہوتا ہے۔ قومیتوں کے نعروں اور جاہلی نظریات کی اس مسلسل یلغار اور ناپاک و مسموم پروپیگنڈے کے نتیجے میں وحدتِ امت کی یہ بنیاد کمزور اور مضمحل پڑ گئی ہے اور یہ ناپاک بت ایسے مقدس اور محترم بن چکے ہیں کہ اب ان کے منکر کو اپنی قوم و ملت سے خارج اور اپنے ملکی مفادات کا دشمن اور غدار تصور کیا جاتا ہے۔